باسمہ تعالیٰ

خطبہء جمعة الوداع

رمضان ۱۴۳۵ھ، مطابق: جولائی ۲۰۱۴ء

منجانب: آل انڈیا امامس کونسل

نحمده و نصلي علی رسوله الکریم ، أما بعد!

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون''۔

''تقوی'' حاصل کرنا ہی دراصل روزے کی فرضیت کا اہم سبب اور علت ہے، اگر تقوی اور خشیت الٰہی حاصل نہیں ہوتی ہے تو پھر روزے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے، ہر حالت میں، ہر جگہ اور ہر وقت، پھر ہر انسان دوست و دشمن اور ایک عام انسان کے ساتھ تعلق نبھانے میں، اسی طرح حکم کی بجا آوری فرائض و نوافل اور سماجی رشتوں اور تعلقات نبھانے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں، دن و ایام اور حق و انصاف کے قیام میں، نیز عزت و جان اور مال کی حفاظت اور شعائر اللہ کی تعظیم و تحفظ میں، ہر وقت اللہ کے احکام کی پاسداری اور اسی پر زندگی کی جانثاری مرکوز رہے یہی ''تقوی'' کا خلاصہ اور ماحصل ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کی جستجو اور مغفرت وجہنم سے نجات کا عشرہ ہے، ہمیں اس عشرہ میں مکمل ''تقوی'' حاصل کرنے کا ایک گراں مایہ موقع میسر کیا گیا ہے، اسے ہم ضائع کیے بغیر اس کے سارے خفیے اسرار و حقائق حاصل کرنے چاہئیں، یہ ایک رات جو رمضان کی آخری طاق راتوں : اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس اور انتیسویں کو آتی ہے ''خیر من الف شہر'' ہے، ہزار مہینے کی عبادت اور ہزار ماہ تک ساری راتوں کی عبادت کی سعادت ایک رات میں حاصل کیا جا سکتا ہے، اس عشرے کی ساری راتوں میں رسول اللہ ﷺ اپنی کمر کس کر، اپنے گھر والوں کو جگا کر (احیاء لیل) شب بیداری کرتے تھے اور آخری عشرہ کا مکمل اعتکاف آپ ﷺ کی سنت تھی، اس نیک عمل میں ازواج مطہرات بھی شامل ہوا کرتی تھیں۔

اپنی تگ و دو کو محدود کر کے دربارِ الٰہی میں محبوس ہو جانے کا نام ''اعتکاف'' ہے، معتکف تمام گناہوں سے بچتا ہے، اور اپنے تمام بھائیوں کے لیے سعادت اور عید کی خوشی کا باعث بنتا ہے۔

خوشی کا تعلق دلی فرحت اور قلبی سکون سے ہے، معاشرہ میں امن اور ہر کسی کی ہمدردی ماحول میں خوشی بکھیرتی ہے، اگر معاشرہ اور ملک میں بے امنی اور کشیدگی پھیلی ہو تو ہنستے ہوئے چہروں کے پیچھے بھی زندگی سے مایوسی اور بے انتہا ناامیدی پوشیدہ ہوتی ہے۔

ظلم کو روکنا ہر عبادت پر مقدم ہے، ایک انسان کی جان بچانے کے لیے نماز توڑنا، حج چھوڑنا اور روزہ کھول دینا سب فرض ہے، ایک مجاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر عبادت گاہوں کی حفاظت اور انسانوں کی سلامتی کے منشور کو مقدم رکھے؛ کیوں کہ اسی پر ساری عبادات اور سماجی کے تمام کارکردگیوں کا دارومدار ہے۔

عید کی خوشی ہمارا استقبال کرنے کو کھڑی ہے، ایسی خوشی جس سے ہر مسکین تک کی باچھیں کھل جاتی ہیں، غسل و نماز، نئے کپڑے، رشتوں کی دعوت، سیر و تفریح کے پروگرامس، اور مختلف انواع کے خورد و نوش کے سامان اور پکوان کی تیاریاں زوروں پر ہیں اور گھروں کو دلہن کی طرح سنوارنے اور سجانے کا کام مکمل ہو چکا ہوگا، اور اب بس...... انتظار ہے تو صرف اور صرف...... چاند نکلنے کا...... ایک مرتبہ چاند دیدنی کا اعلان ہوا اور ہم خوشیوں کے سمندر میں ڈوب گئے۔

لیکن کیا جس گھر میں عید کے دن کوئی مر جائے، یا سارے ارمانوں کو قتل کرنے والا کوئی حادثہ پیش آجائے، کسی بچے کو ماں باپ کے سامنے گولیوں کا نشانہ بنا دیا جائے، یا بچوں کے سامنے ماں باپ کی عزت تار تار کر دیا جائے، کسی بہن کا ڈوپٹہ چھین لیا جائے، یا سجایا سنوارا ہوا گھر کسی غیر متوقع بم سے یک لخت اُڑا دیا جائے، وہ گھر والے خوشی کے شادیانے بجا سکتے ہیں؟ نئے کپڑے پہن اور پر تکلف کھانے کھا سکتے ہیں؟ اور کیا کوئی انسان ایسے جرائم انجام دینے والے دشمن کی ہم نوائی کر سکتا ہے؟

نہیں تو پھر آج مسلمان اور مسلم ممالک کیوں خاموش ہیں، خوشی کے لٹیروں، مال وعزت اور جان کے ڈاکوؤں اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کے قاتلوں سے ساز باز کر رہے ہیں؟

مسلمانو! فلسطین کے سفیر صالح فہد محمد نے خبر دار کیا تھا کہ صہیونی مسجد اقصی کو شہید کر کے اسے ہیکل سلیمانی میں تبدیل کرنے کے مسلسل سازش کر رہے ہیں، یروشلم کی اسلامی شناخت کو مٹانے کے در پے ہیں، فلسطینیوں کی حق تلفی انھیں کی سرزمین پر کی جا رہی ہے، ان پر نہ ختم ہونے کا ظلم جاری ہے، نعشوں کا ایک سیلاب دکھائی دے رہا ہے، کیا عالم اسلام اور عالمی برادری کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ اسرائیل کو اس ظلم و ناانصافی سے باز رکھنے کے لیے دباؤ ڈالے۔

مسجد اقصی و فلسطین میں یہودیوں کی گہری سازشیں چل رہی ہیں، کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسجد اقصی اور عوام کے تعلق سے عوام الناس کو بیدار کرنے کے لیے اس مسئلہ کو مدرسوں، یونیورسٹیوں، کالجوں کے طلبہ اور مساجد کے خطباء کو بتایا جائے۔

ہندستان ہمیشہ سے فلسطین کا طرفدار رہا ہے؛ لیکن آج مسئلہ فلسطین پر ہندستان کی خارجہ پالیسی تبدیل ہو چکی ہے، وہ اب اسرائیل کا ہم درد بن گیا ہے، اتنا ہی نہیں، آج ہندستان اسرائیل سے سب سے زیادہ ہتھیار خریدنے والا ملک بن چکا ہے، جو اسرائیلی ظلم کی تائید اور اس کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہے۔

آج اسرائیل کو امریکہ کا تعاون حاصل ہے، بہت سے عرب حکمراں صرف زبانی جمع خرچ کر رہے ہیں، مسجد اقصی اور اس سرزمین کی حفاظت اسلام کی حفاظت سے تعلق رکھتی ہے، مسجد اقصی کی حیثیت مسجد حرام کے بعد ہے، مسجد اقصی کے لیے آج مسلمانوں اور عربوں میں جذبہ ماند پڑ گیا ہے، مسجد اقصی صہیونیوں کے پنجوں میں جکڑی ہوئی ہے، اس کی آزادی کے لیے ہم سب کو متحد ہونا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

اس سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ اسرائیل کی ان کھلی ہوئی عداوت، ظلم و تشدد اور ان کی بربریت اور انسانیت سوز حرکت پر لگام لگانے کے بجائے، کئی عرب ممالک اسرائیل کے لیے نرم گوشہ اختیار کر رہے ہیں اور اس سے سفارتی تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں۔

یاد رکھیے! مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ ہمیشہ بہترین تعلق کیا ہے؛ لیکن اس کے بدلے انھیں ظلم کے سوا کچھ نہیں ملا، مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ بھی بہترین سلوک کیا، مگر جب عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کو خون سے نہلا دیا۔

آج صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں ہی کی زمین پر زبردستی قبضہ جما کر یہودی مسلمانوں کو وہاں سے نکال رہے ہیں، مسجد اقصی پر مسلمانوں کا حق ہے، یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے، یہاں مسلمانوں نے ۱۳ سو سال تک حکومت کی ہے، جب کہ یہودیوں نے صرف ۷۰ سال حکومت کی ہے۔ آج مسجد اقصی کو گرانے کی سازشیں ہو رہی ہیں، مسجد کے اقصی کے نیچے دسیوں سرنگیں کھودی جا چکی ہیں۔

آج کفر ایک ملت ہو کر اسلام کے پاسداروں کو ''لقمۂ تر'' کی طرح ''لقمۂ اجل'' بنا رہا ہے اور ساری دنیا خاموش ہے، کیا ان تماش بینوں، خاک و خون میں لت پت مسلمانوں کی نعشوں پر جشن منانے والوں سے کسی خیر و امن کی توقع کی جا سکتی ہے؟

مسلمانوں کے خلاف پے در پے منظم نسل کشی سمندر کی آگ کی طرح ہر جگہ پھیل چکا ہے، ہر کسی کے لیے مسلمان اور اسلام اور اسلامی شعائر کا مزاق

اڑانا معمولی معاملہ بن چکا ہے، بوسینیا، چیچینیا، یوگوسلاویہ، لیبیا، افریقہ، عراق، وافغانستان، برماوسری لنکا اور ہندوفلسطین، ہر جگہ منصوبہ بند پلاننگ کے ساتھ بچوں، عورتوں اور نوجوانوں کوقتل عام ہورہا، ایسے وقت میں کیا ہمارا صرف ''قنوت نازلہ'' کی قرأت اکتفاء کرلینا، دعاء نیم شبی پر قناعت کر لینا کافی ہے؟!!!!!۔

آج مسلمانوں اور عالمی برادری کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف ایک مضبوط قدم اٹھائے، اس سے سارے تعلقات ختم کردے اور ہر طرح سے اس کا بائیکاٹ کرے، اگر ایسا نہیں ہوا تو دنیا میں انسانیت کی جگہ پھر سے شیطنت کا راج قائم ہوجائے گا۔

ہم اپنی تقریروں، تحریروں اور میڈیا وغیرہ کے ذریعہ دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ ہندستان کے بیس کروڑ مسلمان اور اور انصاف پسند عوام فلسطین کے ساتھ ہیں، ہندستانی حکومت کو سوچنا چاہیے کہ مسجد اقصی اور فلسطین کے ساتھ مسلمانوں کا تعلق بہت پرانا ہے، محمد علی جوہر نے یہاں سے ایک ٹیم بھیجی تھی اور وہاں اوقاف بھی خریدے گئے تھے، اب ضرورت اس کی ہے کہ اس کی تجدید کی جائے، مسجد اقصی کے مسلمانوں کو متحد ہوکر کام کرنا ہوگا۔

آیئے! اس رمضان میں، رمضان کی طاق راتوں میں، عید کی رات اور اس کی خوشیوں میں اپنے بھائیوں کو یاد رکھیں، قنوت نازلہ، مادی بائیکاٹ اور انفرادی تحریک کے ساتھ اجتماعی طور پر ملک کی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ فوری طور پر اسرائیلی روابط ختم کرے، ظلم کو روکے اور امن کے قیام کے لیے عالمی برادری کا تعاون حاصل کرے، ہم اس بات کو نہ بھولیں کہ جس گھڑی ہم اچھے لباس میں ملبوس، اپنے بچوں، رشتہ داروں کے ساتھ شیر خورمہ، بریانی اور مختلف پکوان کھا رہے ہوں گے عین اسی وقت ہمارے کسی بھائی کی گود میں اس کا خون آلود بچہ بلک رہا ہو، یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم جس وقت اپنے گھر میں سکون کی نیند سو رہے ہیں بالکل اسی گھڑی ہمارے کسی بھائی کا گھر کسی بم سے اُڑا دیا گیا ہو، یا کسی راکٹ سے خود اس بھائی کی زندگی کا آخری پیغام آگیا ہو۔

ہم اس ظلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اس کی چینکھیں کانوں سے سن رہے ہیں، اس کا درد اپنے حواس سے محسوس کررہے ہیں، اس وقت اللہ تعالی ہم لوگوں سے ایک سوال کرتا ہے جس کا جواب ہر انسان کو تیار کرنا ہے۔

''مالكم لاتقاتلون في سبيل الله ، و المستضعفين من الرجال، و النساء، و الولدان الذين يقولون: ربنا! أخرجنا من هذه القرية الظالم أهلها، و اجعل لنا من لدنك و ليا و اجعل لنا من لدنك نصيرا''۔(سورۂ نساء:۷۵)

اے انسانو! تمھیں کیا ہوگیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے نہیں لڑتے جو (ظلم سے چور ہوکر) یہ کہہ رہے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی ہمدرد اور کوئی مددگار بھیج دے''۔

محرومیِ احساس مٹا کیوں نہیں دیتے	اور جرأتِ اظہار دکھا کیوں نہیں دیتے
فرعونیتِ سیسی کو کرنے کے لیے غرق	موسی کسی مرسی کو بنا کیوں نہیں دیتے
کہتی ہے یہ سفا کیتِ منصفِ دوراں	مانگے جو جزا اس کو سزا کیوں نہیں دیتے

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين